آیاتہا ۲۸ | سورۃ نوح مکیۃ ۷۱ | رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ نوح مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ
وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ
مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ ٱللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ قَالَ
رَبِّ إِنِّى دَعَوْتُ قَوْمِى لَيْلًا وَنَهَارًا ﴿٥﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىٓ إِلَّا
فِرَارًا ﴿٦﴾ وَإِنِّى كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوٓا۟ أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَ
ٱسْتَغْشَوْا۟ ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا۟ وَٱسْتَكْبَرُوا۟ ٱسْتِكْبَارًا ﴿٧﴾ ثُمَّ إِنِّى دَعَوْتُهُمْ
جِهَارًا ﴿٨﴾ ثُمَّ إِنِّىٓ أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ﴿٩﴾

"بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف (اور فرمایا اے نوح!) بروقت خبردار کرو اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ نازل ہو جائے ان پر عذاب الیم۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں تمہیں صریح طور پر ڈرانے والا ہوں۔ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔ وہ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ اور مہلت دے گا تمہیں ایک مقررہ میعاد تک۔ بلاشبہ اللہ کا مقررہ وقت جب آتا ہے تو اسے مؤخر نہیں کیا جا سکتا کاش! تم (حقیقت کو) جان لیتے۔ نوح نے عرض کی اے میرے رب! میں نے دعوت دی اپنی قوم کو رات کے وقت اور دن کے وقت۔ لیکن میری دعوت کے باعث ان کے فرار (ونفرت) میں ہی اضافہ ہوا۔ اور جب بھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو ان کو بخش دے تو (ہر بار) انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر لپیٹ لیے اپنے کپڑے اور اڑ گئے (کفر پر) اور پرلے درجے کے متکبر بن گئے۔ پھر (بھی) میں نے ان کو بلند آواز سے دعوت دی۔ پھر انہیں کھلے بندوں بھی سمجھایا اور چپکے چپکے بھی انہیں (تلقین) کی"۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ تک مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم کو تمام لوگوں سے پہلے قیامت کے دن بلائے گا اور فرمائے گا: تم نے حضرت نوح علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟ تو وہ کہیں گے: اس نے نہ ہمیں دعوت دی، نہ ہمیں تبلیغ کی نہ ہمیں نصیحت کی، نہ ہمیں کوئی حکم دیا اور نہ ہمیں کسی سے منع فرمایا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے: اے میرے رب! میں نے انہیں ایسی دعوت دی ہے جو اولین و آخرین میں پھیلی ہوی ہے۔ یکے بعد دیگرے ہر امت میں (اس کا چرچا رہا) یہاں تک کہ وہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر آکر رکی اور وہ منسوخ ہوگئی اور آپ ﷺ نے اسے پڑھا، اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔ پس رب کریم فرشتوں کو فرمائے گا: حضرت احمد ﷺ اور آپ کی امت کو بلاؤ۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت آئے گی۔ ان کا نور ان کے سامنے دوڑ رہا ہوگا۔ تو حضرت نوح عیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت سے کہیں گے: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنی قوم تک پیغام رسالت پہنچایا ہے اور میں نے انہیں نصیحت کرنے کی کوشش کی ہے اور میں نے سراً اور جہراً سر توڑ کوشش کی ہے کہ میں انہیں آگ سے بچاؤ۔ لیکن میری دعوت نے فرار اور نفرت کے سوا ان میں کچھ اضافہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضور نبی رحمت ﷺ اور آپ کی امت کہے گی: جو کچھ آپ نے ہم سے پوچھا ہے بلاشبہ ہم اس کے بارے یہ شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ بھی کہا ہے آپ اس میں سچ بول رہے ہیں۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے: آپ اور آپ کی امت یہ کیسے جانتے ہیں حالانکہ ہم پہلی امت ہیں اور تم سب سے آخری امت ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ فرمائے گے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ساری سورت پڑھ دیں گے اور جب آپ ختم کریں گے۔ تو آپ ﷺ کی امت کہے گی: ہم یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ قصص حق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی غالب حکمت والا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (یس) ((اور حکم ہوگا) اے مجرمو! (میرے دوستوں سے) آج الگ ہو جاؤ)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد باری تعالیٰ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی حکم کے ساتھ رسولوں کو بھیجا کہ عبادت صرف وحدہٗ لاشریک اللہ کی کی جائے۔ اسی کے محارم سے بچا جائے اور اس کے حکم کی اطاعت و پیروی کی جائے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ میں ذنوب سے مراد شرک ہے۔ یعنی وہ تمہارے لیے تمہارے شرک کو بخش دے گا اور بغیر سزا کے تمہیں ایک مقررہ میعاد تک مہلت دے گا۔ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ بلاشبہ جب موت کا مقررہ وقت آتا ہے تو اسے موخر نہیں کیا جا سکتا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 597 (4012)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اِلَّا فِرَارًا کے تحت فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاتا تھا اور وہ اپنے بیٹے سے کہتا: اس سے بچنا کہ یہ تجھے دھوکہ میں مبتلا نہ کر دے۔ بے شک میرا باپ مجھے لے کر گیا اور اس وقت میں تیری طرح تھا اور اس نے مجھے اسی طرح ڈرایا جسے میں تجھے ڈرا رہا ہوں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے تاکہ جو کچھ آپ کہتے ہیں اسے وہ نہ سن سکیں۔ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ اور وہ اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے تاکہ وہ آپ کے لیے اجنبی بن جائیں اور آپ انہیں نہ پہچان سکیں۔ وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۟ (اور وہ پرلے درجے کے متکبر بن گئے) انہوں نے توبہ چھوڑ دی۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے چہرے کپڑوں کے ساتھ ڈھانپ لیے تاکہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو نہ دیکھیں اور نہ ہی آپ کا کلام سنیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ کپڑوں میں لپٹ جاتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۟ کا معنی ہے پھر میں نے انہیں اعلانیہ کلام کے ذریعے دعوت دی۔ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ میں نے انہیں باآواز بلند دعوت دی۔ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۟ اور میں نے انہیں چپکے چپکے یعنی کسی آدمی کے ساتھ سرگوشی کرنے کے انداز میں بھی تلقین کی۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۟ۙ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۟ۙ وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۟ؕ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۟ۚ وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۟ اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۟ۙ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۟

''پس میں نے کہا (ابھی وقت ہے) معافی مانگ لو اپنے رب سے۔ بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ برسائے گا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش۔ اور وہ مدد فرمائے گا تمہاری اموال اور فرزندوں سے اور بنا دے گا تمہارے لیے باغات اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم پرواہ نہیں کرتے اللہ کی عظمت و جلال کی۔ حالانکہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسے پیدا کیا ہے سات آسمانوں کو تہ بہ تہ۔ اور بنایا ہے چاند کو ان میں روشنی اور بنایا ہے سورج کو درخشاں چراغ''۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 348 (3335)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے استغفار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں استغفار کی تعلیم صرف اس لیے دی ہے کہ وہ تمہاری مغفرت فرمانا چاہتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک قوم کو دیکھا کہ ان کی گردنیں دنیا کی حرص ولالچ میں کٹ رہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف آؤ۔ کیونکہ اس میں دنیا اور آخرت دونوں کا حصول ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ کے بارے انہوں نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کی عظمت ورفعت کو نہیں جانتے ہو۔(1)

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَقَارًا ۝ سے مراد عظمت ہے اور وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ کے بارے فرمایا کہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا۔ یعنی نطفہ، علقہ (منجمد خون) اور مضغہ (گوشت کا لوتھڑا)۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی عظمت ورفعت کا حق نہیں پہچانتے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے عظمت ورفعت کا خوف نہیں کرتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ کیا ہے تمہیں کہ نہ تم اس کی سزا سے ڈرتے ہو اور نہ اس سے ثواب کی امید رکھتے ہو۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے تم اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال سے نہیں ڈرتے۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابو ذویب کا یہ قول نہیں سنا:

اِذَا لَسَعَتْهُ النَّحلُ لَمْ يَرْجُ لَسْعَهَا وَخَالَفَهَا فِيْ بَيْتِ نُوْبٍ عَوَامِلِ

"جب شہد کی مکھی نے اسے ڈسا تو وہ اس کے ڈسنے سے نہ ڈرا۔ اور مکھیوں کے چھتے میں کام کرنے والوں نے اس کی مخالفت کی"۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ننگے بدن غسل کر رہے ہیں۔ ان پر کوئی چادر وغیرہ نہیں۔ تو آپ ٹھہر گئے اور بلند آواز سے پکار

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 465 (729)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 14-112، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 113

کرفرمایا بِمَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی پرواہ نہیں کرتے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حق نہیں پہچانتے اور نہ تم اس کے لیے شکران نعمت کرتے ہو۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مطہر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ سے مراد یہ ہے کہ پہلے نطفہ، پھر علقہ پھر مضغہ اور پھر ہڈیاں پیدا فرمائیں۔ یعنی ایک مرحلے کے بعد دوسرا مرحلہ اور ایک خلقت کے بعد دوسری خلقت۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح پیدا کیا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ کا معنی ہے کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کی پرواہ نہیں کرتے۔ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ حالانکہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا یعنی پہلے مٹی سے، پھر نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے پھر اس نے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی خلقت مکمل ہو گئی۔(4)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں یحییٰ بن رافع سے بیان کیا ہے کہ اَطْوَارًا سے مراد نطفہ، پھر علقہ اور پھر مضغہ ہوتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ کے تحت انہوں نے کہا کہ بعض آسمان بعض کے اوپر ہیں اور ہر زمین اور آسمان کے درمیان مخلوق اور امر ہے اور وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ کے بارے فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں کا چہرہ آسمان میں ہے اور ان کی پیٹھ تمہاری طرف ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ چاند کا نور ان تمام میں روشنی پھیلاتا ہے جیسا کہ اگر سات شیشے ہوں اور ان سے نیچے ایک شہاب ہو تو وہ ان تمام کو روشن کر دے۔ پس اسی طرح چاند کا نور تمام آسمانوں کو ان کی صفائی اور شفاف ہونے کے سبب انہیں روشن کرتا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند دونوں کا چہرہ آسمان کی طرف ہے اور ان کی پشت زمین کی طرف ہے اور میں اس کے بارے تم پر کتاب اللہ میں سے آیت پڑھتا ہوں۔ ارشاد ربانی ہے وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ چاند کا نور

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 220 (1102)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 465 (732)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 348 (3337)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 465 (730)، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 349 (3339)

تمام آسمانوں میں رہنے والوں کو اسی طرح روشنی پہنچاتا ہے جس طرح یہ اہل زمین کو روشن کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول منقول ہے کہ چاند کا چہرہ آسمانوں کو منور کرتا ہے اور اس کی پیٹھ زمین کو روشن کرتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب سے رحمہ اللہ یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ اکٹھے ہوئے اور ان دونوں کے درمیان کچھ تلخی ہوئی اور ان دونوں نے ایک دوسرے سے تلخی اور ناز سے گفتگو کی۔ پھر یہ ختم ہوگئی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ جس شے کے بارے چاہیں مجھ سے پوچھیں اور آپ جس شے کے بارے سوال کریں گے میں آپ کو اس کے بارے بتاؤں گا اور اپنے قول کی تصدیق قرآن پاک سے لاؤں گا۔ تو انہوں نے ان سے کہا تمہاری کیا رائے ہے۔ سورج اور چاند کی روشنی کے بارے میں کیا یہ ساتوں آسمانوں میں اسی طرح ہے جیسا کہ زمین میں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی طرف توجہ نہیں کی: خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور حاکم رحمہم اللہ نے اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ چاند کا چہرہ آسمان میں عرش تک ہے اور اس کی پشت زمین کی طرف ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آسمانوں کو تخلیق فرمایا، تو ان میں اہل زمین کی طرح روشنی بھی پیدا فرمائی اور چاند کی روشنی میں سے آسمان میں کوئی شے نہیں ہے۔

وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ یُعِیْدُكُمْ فِیْهَا وَ یُخْرِجُكُمْ
اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا
فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَ
وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۚ﴿۲۱﴾ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ﴿۲۲﴾ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ
اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّ لَا یَغُوْثَ وَ یَعُوْقَ وَ نَسْرًا ۚ﴿۲۳﴾ وَ
قَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا ۚ۬ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ
اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 545 (3856)، دارالکتب العلمیہ بیروت

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ اِنَّكَ اِنْ
تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ
وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا
تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾

"اور اللہ نے تم کو زمین سے عجب طرح اگایا ہے۔ پھر لوٹا دے گا تمہیں اس میں اور (اسی سے) تمہیں (دوبارہ) نکالے گا۔ اور اللہ نے ہی زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا ہے۔ تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو۔ نوح نے عرض کی اے میرے پروردگار! انہوں نے میری نافرمانی کی اور اس کی پیروی کرتے رہے جس کو نہ بڑھایا اس کے مال اور اولاد نے بجز خسارہ کے۔ اور انہوں نے بڑے بڑے مکر و فریب کیے۔ اور رئیسوں نے کہا (اے لوگو! نوح کے کہنے پر) ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور (خاص طور پر) ود اور سواع کو مت چھوڑنا اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو۔ اور انہوں نے گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو۔ (الٰہی) تو بھی ان کی گمراہی میں اضافہ کر دے۔ اپنی خطاؤں کے باعث انہیں غرق کر دیا گیا پھر انہیں آگ میں ڈال دیا گیا پھر انہوں نے نہ پایا اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار۔ اور نوح نے عرض کی اے میرے رب! نہ چھوڑ روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا۔ اگر تو نے ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو وہ گمراہ کر دیں گے تیرے بندوں کو اور نہ جنیں گے مگر ایسی اولاد جو بڑی بدکار سخت ناشکر گزار ہو گی۔ میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو۔ اور کفار کی کسی چیز میں اضافہ نہ کر بجز ہلاکت و بربادی کے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾ کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم (انسان) کو تمام زمین کی ظاہری سطح سے پیدا فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ کا معنی ہے مختلف راستے اور نشانات۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ کا معنی ہے مختلف راستے اور نشانات۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ پڑھتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 116، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 349 (3340)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت ابورجاء رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ سورۂ نوح، زخرف اور سورۂ مریم میں سجدہ کے بعد وَلَدُ پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔ ''اَلوَلَدُ الْكَبِيْرُ وَالوَلَدُ الوَاحِدُ''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے ''عَظِيْمًا'' یعنی انہوں نے بڑے بڑے مکر وفریب کیے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ کے بارے فرمایا کہ یہ تمام بت ہیں جن کی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں پرستش کی جاتی تھی۔(1)

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ بت اور معبودان باطلہ جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں تھے وہی بعد میں عرب میں آگئے۔ پس وہ دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا اور سواع بنی ہذیل کے پاس تھا اور یغوث بنی مراد کے لیے اور پھر بنی غطیف کے لیے سبأ کے پاس تھا اور یعوق بنی ہمدان کا بت تھا۔ اور نسر بنی حمیر کے لیے آل ذی الکلاع کے پاس تھا۔ یہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک اور صالح لوگوں کے نام تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو شیطان نے ان کی قوم کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ لوگ جہاں بیٹھا کرتے تھے وہ ان مقامات پر ان کے مجسمے نصب کردیں اور ان کے نام انہیں کے ناموں پر رکھ دیں۔ پس انہوں نے اسی طرح کیا لیکن ان کی عبادت نہ کی گئی۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ فوت ہو گئے اور علم اٹھ گیا تو ان کی عبادت کی جانے لگی۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بیمار ہوئے تو اس وقت آپ کے بیٹے ود، یغوث، یعوق، سواع اور نسر پاس موجود تھے۔ ان میں سے ود سب سے بڑا اور سب سے بڑھ کر متقی اور نیک تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے میں نے یغوث کو دیکھا وہ تانبے کا ایک بت تھا اسے ننگے اونٹ پر اٹھایا جاتا تھا۔ اور جب وہ بیٹھ جاتا تو وہ کہتے: ''قَدْ رَضِيَ رَبُّكُمْ هٰذَا الْمَنْزِلَ''، تحقیق تمہارا رب اس منزل پر راضی ہے۔

امام فاکہی نے حضرت عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں سب سے اول جو بت بنائے گئے وہ اس طرح کہ بیٹے اپنے آباء سے حسن سلوک سے پیش آتے اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کا سلوک کرتے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ وہ اولاد پر گراں گزرا اور وہ اس صدمہ پر صبر نہ کرسکا۔ چنانچہ اس نے اس کی صورت پر ایک مجسمہ بنایا۔ پس جب بھی وہ اسے دیکھنے کا مشتاق ہوتا تو اسے دیکھ لیتا۔ پھر وہ مرگیا اور اس کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا جیسے اس نے کیا تھا۔ پھر وہ اسی طرز پر ایک دوسرے کی پیروی اور اتباع کرتے رہے۔ پس آباء مرے تو بیٹوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 732، وزارت تعلیم اسلام آباد

نے کہنا شروع کر دیا۔ ہمارے آباء نے یہ اس لیے بنائے تھے کہ یہی ان کے الہ تھے۔ چنانچہ وہ ان کی عبادت کرنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان زمانہ میں نیک اور صالح لوگوں کی ایک جماعت تھی، پھر ان کے بعد ایک قوم پیدا ہوئی جو اسی طرح کرنے لگے جیسے وہ عبادت میں کرتے تھے۔ تو ابلیس نے انہیں کہا: اگر تم ان کی تصویریں بنالو، تو تم ان کی طرف دیکھتے رہو گے۔ چنانچہ انہوں نے تصویریں بنالیں۔ پھر وہ مر گئے اور ان کے بعد نئی قوم پیدا ہوگئی۔ تو ابلیس نے انہیں کہا: بے شک جو تم سے پہلے تھے وہ ان کی عبادت کرتے تھے۔ چنانچہ وہ ان کی عبادت کرنے لگے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے: ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ یہ عبادت گزار تھے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ تو وہ اس پر انتہائی شدید غمزدہ ہوئے۔ پھر ان کے پاس شیطان آیا اور کہا: کیا تم اپنے اس ساتھی پر غمزدہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ میں اسی کی مثل تمہارے قبلہ میں ایک تصویر بنا کر دے دوں جب تم اس کی طرف دیکھو گے، تو تم اسے یاد کر لو گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم ناپسند نہیں کریں گے کہ تو ہمارے لیے ہمارے قبلہ میں کوئی ایسی شے بنا کر رکھ دے، جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ اس نے کہا: میں اسے مسجد کے پچھلے حصہ میں بنا دوں گا، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے ان کے لیے تصویر تیار کر دی۔ یہاں تک کہ وہ پانچوں فوت ہو گئے اور مسجد کے پچھلے حصہ میں ان کی تصویریں بنا دیں گئیں۔ پھر اس نے ایسی چیزیں ظاہر کیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی اور ان کی عبادت کرنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تو ان لوگوں نے کہا: لَا تَذَرُنَّ وَدًّا الی آخر الایہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مطہر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابو جعفر یزید بن مہلب کے پاس ان کا ذکر کیا گیا۔ تو اس نے کہا جس زمین میں سب سے پہلا قتل ہوا، اسی میں غیر اللہ کی عبادت کی گئی۔ پھر انہوں نے ود کا ذکر کیا اور کہا ود مسلمان آدمی تھا اور وہ اپنی قوم میں انتہائی محبوب تھا۔ جب وہ مرا، تو وہ سرزمین بابل میں اس کی قبر کے گرد جمع ہو گئے اور اس پر اپنے اضطراب اور پریشانی کا اظہار کرنے لگے۔ جب ابلیس نے ان کی اس پریشانی اور غم واندوہ کو دیکھا تو انسانی صورت میں ان کے پاس آیا۔ اور کہا: میں اس پر تمہاری جزع فزع کو دیکھ رہا ہوں۔ کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ میں تمہیں اس کی ایک تصویر بنا دوں۔ پس وہ تمہاری مجالس میں ہوگی اور تم اس کے سبب اسے یاد کرتے رہو گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں پس اس نے ان کے لیے اس کی مثل تصویر بنائی اور انہوں نے اسے اپنی مجالس میں رکھا اور اس کا ذکر کرنے لگے۔ پس جب شیطان نے اس کا ذریعہ ان کے اس ذکر کو دیکھا تو کہا: کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ میں تم میں سے ہر آدمی کے گھر میں تمہارے لیے اس کی طرح کا ایک مجسم بنا دوں۔ پس وہ اس کے گھر میں ہوگا اور تم اسے یاد کرتے رہو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پس اس نے ہر گھر والے کے لیے اس کی مثل ایک مجسمہ بنایا۔ پس وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے سبب اس کا ذکر کرنے لگے۔ راوی کا قول ہے: ان کے بیٹوں نے اس کا ادراک کیا اور وہ سب کچھ دیکھتے رہے جو کچھ وہ اس کے ساتھ کرتے تھے۔ نسل

بڑھنے لگی۔ انہوں نے ان کے اس کے ذکر کی تعلیم حاصل کی۔ حتی کہ انہوں نے اسے الٰہ بنا لیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی عبادت کرنے لگے۔ فرمایا: زمین میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے اول جس کی عبادت کی گی ہے وہ ود کا وہ بت اور مجسمہ ہے جس کا نام انہوں نے ود رکھا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں یہ کئی بار کہتے ہوئے سنا ہے کہ یغوث، یعوق اور نسر یہ ان کے الٰہوں کے نام ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے وَ وَلَدُهٗ میں واؤ کو منصوب وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا میں واؤ کو منصوب اور وَّلَا سُوَاعًا میں سین کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی حسرت کی طرح حسرت نہیں ہوئی۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کو تو حسرت اور افسوس اس وقت ہوا جب انہیں جنت سے نکالا گیا اور حضرت نوح علیہ السلام کو افسوس اور حسرت اس وقت ہوئی جب آپ نے اپنی قوم کے بددعا کی اور کوئی شے باقی نہ رہی۔ سوائے ان افراد کے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ساری قوم غرق ہوگئی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے حزن وملال کو دیکھا، تو آپ کی طرف وحی فرمائی: اے نوح! افسوس نہ کر، کیونکہ تیری دعا میری تقدیر کے موافق ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا مطلب یہ تھا: اے میرے پروردگار! روئے زمین پر کافروں کا کوئی ایک گھر بھی نہ چھوڑ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: قسم بخدا! حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے خلاف دعا نہیں کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ ہرگز آپ کی قوم سے کوئی ایمان نہیں لائے گا مگر وہی جو ایمان لا چکے ہیں۔ تو اس آپ نے ان کے لیے بددعا کی۔ پھر آپ نے عام دعا فرمائی اور کہا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَلِوَالِدَيَّ سے مراد آپ کے باپ اور دادا ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ بَيْتِيَ سے مراد میری مسجد ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تَبَارًا ﴿۲۸﴾ سے مراد خسارہ ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 350 (3343)، دار الکتب العلمیہ بیروت